فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): جزیہ کس زبان کا لفظ ہے؟

(جواب): جزیہ عربی زبان کا لفظ ہے، جو ''جزاء'' مادہ سے مشتق ہے۔

(سوال): کیا اسلام سے پہلے جزیہ رائج رہا؟

(جواب): کسی معتبر ذریعہ سے اس کا علم نہیں ہو سکا۔

(سوال): اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرنا کیسا ہے؟

(جواب): غیر مسلموں سے جزیہ وصول کر کے انہیں ریاست اسلامیہ میں رہنے کی اجازت دینا جائز ہے، جب تک وہ جزیہ دیتے رہیں، ان کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرنا ریاست اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔

یاد رہے کہ جزیہ صرف غیر مسلموں پر ہے، مسلمانوں سے جزیہ وصول کرنا ظلم ہے۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے بالخصوص اپنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتے، پھر فرماتے: اللہ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کریں، اللہ کے منکروں سے لڑائی کریں، دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، جب مشرک دشمن سے لڑائی ہو، تو انہیں لڑائی سے پہلے تین چیزوں (میں سے کوئی ایک

ماننے) کی دعوت دینا، ان میں سے جو بات بھی وہ مان جائیں، اسے قبول کر لینا اوران سے لڑائی نہ کرنا، انہیں اسلام کی دعوت پیش کریں، اگر وہ اسے قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ انہیں بھی وہی حقوق وفرائض ملیں گے، جو باقی مسلمانوں کے ہیں، پھر انہیں اپنے گھروں سے دارالمہاجرین (مدینہ) منتقل ہونے کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے بھی وہی حقوق وفرائض ہوں گے، جو باقی مہاجرین کے ہیں، اگر وہ اسلام تو لے آئیں، مگر اپنے گھروں (علاقے) میں ہی رہنا پسند کریں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے حقوق اعرابی مسلمانوں جیسے ہوں گے، ان پر عام مسلمانوں والا حکم نافذ ہوگا (یعنی نماز زکوٰۃ وغیرہ) اور مال غنیمت اور فے میں سے انہیں کچھ نہیں ملے گا، اگر وہ اس بات (اسلام) سے انکار کر دیں، تو انہیں جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا، اگر وہ مان جائیں، تو قبول کر لینا اوران سے لڑائی نہ کرنا، لیکن اگر وہ نہ مانیں، تو پھر اللہ سے مدد مانگنا اوران سے جہاد کرنا، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کر لیں اور وہ آپ سے اللہ اوراس کے رسول کا عہد (ضمانت) مانگیں، تو انہیں اللہ اور رسول کا عہد نہ دینا، بلکہ اپنا، اپنے آبا اور اپنے ساتھیوں کا عہد دینا، کیوں کہ اپنے، اپنے ساتھیوں اور آبا کے عہد کو توڑنا اللہ اوراس کے رسول کے عہد کو توڑنے کی بہ نسبت آپ کے لیے آسان ہے، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کریں اور وہ آپ سے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ کریں، تو ایسا نہ کرنا، کیا معلوم آپ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا درست فیصلہ معلوم کر پاتے ہو (یا نہیں)؟ البتہ ان کا فیصلہ خود کرنا۔‘‘

(صحیح مسلم :1731 ، المنتقی لابن الجارود : 1042)

❁ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا، تو حکم دیا کہ تیس گائیوں میں سے ایک تبیعہ (گائے کا ایک سالہ نر یا مادہ بچہ) لینا اور ہر بالغ شہری سے ایک دینار یا اس کے مساوی معافری (یمن کا کپڑا) لینا۔''

(سنن أبي داوٗد : 1578 ، سنن النّسائي : 2454 ، سنن التّرمذي : 623 ، سنن ابن ماجه : 1803 ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۶۸)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۸۸۶) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۱۰۴) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۳۹۸) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ بجالہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں جزء بن معاویہ کا سیکرٹری تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان کا خط آیا (جس میں لکھا تھا) ہر جادوگر کو قتل کر دیں، ہر اس محرم عورت سے شادی کرنے والے مجوسی اور اس کی بیوی کو الگ الگ کر دیں، جن (محرمات) کا ذکر کتاب اللہ میں ہے، انہوں نے کھانا پکایا اور اپنی ران پر تلوار رکھ لی، چنانچہ انہوں (مجوسیوں) نے گنگنائے بغیر کھانا کھایا، انہوں نے ایک یا دو خچروں کے بوجھ کے برابر چاندی ڈھیر کر دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے، حتی کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 3156)

❀ عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ہشام بن حکیم، عمیر انصاری کے پاس گئے جو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے گورنر تھے، ان کے پاس کچھ نبطی لوگوں کو دھوپ میں کھڑا پا کر ان سے پوچھا: ان کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ان کو جزیہ (نہ دینے) کے جرم میں روکا ہوا ہے۔ تو ہشام کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو دنیا میں لوگوں کو (بلا وجہ) تکلیف دیتا ہے، آخرت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ چنانچہ عمیر نے ان کو آزاد کر دیا۔''

(صحيح مسلم : 2213)

سوال: مسلم ریاست میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں تعمیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسلم ریاست میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں، مثلاً کلیسا (یہود کی عبادت گاہ)، کنیسا (گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ)، آتش کدہ (مجوسیوں کی عبادت گاہ)، مندر (ہندؤں کی عبادت گاہ) اور گوردوارہ (سکھوں کی عبادت گاہ) وغیرہ بنانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے کفر پر تعاون لازم آتا ہے۔

اسی طرح کفر و شرک کا باعث بننے والے مزاروں، قبوں اور مقبروں کا بھی یہی حکم ہے۔ مسلمان علاقوں میں ان کو گرادیا جائے گا۔

اگر کفار کی عبادت گاہیں مسلمانوں کی مفتوحہ زمین میں پہلے سے موجود ہوں، تو اس کے دو حکم ہیں، اگر تو اہل ذمہ سے معاہدہ تشکیل پا جائے کہ ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا، پھر وہ عبادت گاہیں باقی رکھی جائیں گی، البتہ ان کی تعمیر نو وغیرہ کی اجازت نہیں ہوگی۔

اگر ان سے معاہدہ نہ ہو اور وہاں مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو جائے تو بادشاہ مصلحت کو مد نظر رکھ کر ان گرجوں وغیرہ کو گرا بھی سکتا ہے۔ البتہ اگر مسلمانوں کے لئے یہ عمل ضرر رساں بن رہا ہو، تو ایک مدت تک انہیں باقی بھی رکھا جا سکتا ہے۔

بعض علاقے خالص مسلمانوں کے ہوتے ہیں، جن کو مسلمان ہی آباد کرتے ہیں، پھر غیر مسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ رہنے لگتے ہیں، جیسے اسلامی تاریخ میں بصرہ اور بغداد وغیرہ کے نام ملتے ہیں، تو وہاں اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ بناتا ہے، تو اس عبادت گاہ کو گرا دیا جائے گا۔ ان میں ناقوس بجانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، شراب فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی خنزیر کھانے کی اجازت دی جائے گی اور نہ کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو شرک کی دعوت دے سکتا ہے۔ ذیل میں علمائے اسلام کی تصریحات ملاحظہ کیجئے:

❁ علامہ ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَذْهَبُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ أَجْمَعِينَ .

(جو گرجا گھر آمد اسلام کے بعد بنائے گئے، انہیں منہدم کر دیا جائے گا اور نئے گرجے بنانے سے باز رہا جائے گا) یہ مسلمان علما کا اجماعی و اتفاقی مذہب ہے۔''

(سراج الملوك، ص 138)

❁ امام طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ (۱۰۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي لَبَيْتِ رَحْمَةٍ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَيْتِ عَذَابٍ .

''رحمت والے گھر کو عذاب والے گھر کے قریب نہیں ہونا چاہئے۔''

(الأموال للقاسم بن سلام : 263، الأموال لابن زنجويه :401، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ اس قول کی وضاحت میں امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

أُرَاهُ يَعْنِي الْكَنَائِسَ وَالْبِيَعَ وَبُيُوتَ النِّيرَانِ، يَقُولُ : لَا يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ مَعَ الْمَسَاجِدِ فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ .

''ان کی مراد کنیسے، گرجے اور مجوسیوں کے آتش کدے ہیں۔ یہ چیزیں مسلمانوں کے علاقوں میں اللہ کی مسجدوں کے ساتھ نہیں ہونی چاہئیں۔''

(الأموال، تحت الحديث : 263)

۞ علامہ سبکی (۷۵٦ھ) کہتے ہیں:

''جب ہم کوئی کنیسا باقی رکھتے ہیں، تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم کنیسوں کو منہدم نہیں کرتے۔......اس سے اجازت دینا لازم نہیں آتا، نہ ان کا التزام کرنا لازم آتا ہے اور جب وہ گر رہے ہوں، تو ان کی مرمت نہیں کرتے اور جب وہ خراب ہو رہے ہوں، تو ان کی اصلاح نہیں کرتے، کیونکہ ایسے کسی کام پر کوئی شرعی دلیل وارد نہیں ہوئی، یہ محرمات میں سے ہے اور محرمات میں اصل ممانعت ہے۔ جب تک کہ کوئی دلیل ان کی ترمیم یا مرمت کی مل جائے، لہٰذا یہ ممنوع ہے۔''

(فتاوى السّبكي : 2/386-387)

۞ امام عمرو بن میمون بن مہران رحمہ اللہ (۱۴۷ھ) بیان کرتے ہیں:

''عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے لکھا کہ نصرانیوں کو شام میں ناقوس بجانے سے منع کر دیں، فرمایا: ان کو سر کی مانگ نکالنے سے منع کیا جائے گا۔ ان کے پیشانی کے بال کاٹنے کا حکم دیا، نیز حکم دیا کہ اپنی پٹیاں کس کر باندھیں، زین پر سوار نہ

ہوں۔ عمامہ اور ریشم نہ پہنیں۔ اپنی صلیب گرجے کے اوپر آویزاں نہ کریں۔ تو اگر ان میں سے کوئی شخص ایسا کرے گا، اس کو اتار دیا جائے گا۔ نیز لکھا کہ ان کی خواتین کو کجاوں پر سوار ہونے سے منع کیا جائے۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 19235، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ امام قاسم بن سلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''شہر کئی طرح کے ہوتے ہیں، بعض وہ ہیں، جہاں کے باسی اسلام قبول کر لیتے ہیں، جیسے مدینہ، یمن اور طائف ہیں۔ بعض وہ زمینیں ہوتی ہیں، جن کو مسلمان آباد کرتے ہیں، جیسے کوفہ، بصرہ اور اسی طرح سرحدیں، بعض وہ بستیاں ہوتی ہیں، جن کو فتح کر لیا جاتا ہے اور ان کے باسیوں کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ بادشاہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ان کو بستی واپس نہ کی جائے۔ بلکہ فاتحین کے درمیان تقسیم کر دی جاتی ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کے ساتھ کیا تھا۔ یہ مسلمانوں کے شہر ہیں، ذمیوں کا ان میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر یہود کو دے دیا تھا، تاکہ اس سے وہ مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کر سکیں۔ پھر جب ان سے مستغنی ہو گئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو وہاں سے نکال دیا۔ یوں یہ دیگر اسلامی شہروں کی طرح ہو گیا۔''

(الأموال، تحت الحدیث : 269)

۞ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) کہتے ہیں:

لَا يَجُوزُ إِحْدَاثُ كَنِيسَةٍ فِيهَا وَكَذٰلِكَ لَا يَجُوزُ إِبْقَاؤُهَا فِيهَا عَلَى الصَّحِيحِ .

''مفتوحہ علاقوں میں نئے گرجے تعمیر کرنا جائز نہیں۔اسی طرح (علامہ سبکی کی رائے کے مطابق) صحیح قول یہ ہے کہ پہلے سے موجود گرجا گھروں کو باقی رکھنا بھی جائز نہیں۔''

(فتاوی السّبكي : 394/2)

❁ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْكَنَائِسِ تُهْدَمُ؟ قَالَ : لَا إِلَّا مَا كَانَ مِنْهَا فِي الْحَرَّةِ .

''آپ سے کنیسوں سے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا ان کو گرا دیا جائے گا؟ فرمایا: نہیں، البتہ مدینہ کے گرد حرہ میں اگر کوئی ہو، تو اس کو گرا دیا جائے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32984، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا مِنْ عَطَاءٍ مَحْمُولٌ عَلٰى مَا إِذَا حَصَلَ صُلْحٌ عَلَيْهَا أَوْ احْتَمَلَ ذٰلِكَ.

''عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا قول اس بات پر محمول ہے کہ جب ان گرجوں کے متعلق صلح ہو جائے یا صلح کا امکان ہو۔''

(فتاوی السّبكي : 394/2)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ صُولِحُوا عَلٰى أَنْ يُخْلٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النِّيرَانِ وَالْأَوْثَانِ فِي غَيْرِ الْأَمْصَارِ .

''ان سے صلح کی گئی کہ ان کے آتش کدوں اور بتوں کو شہروں کے علاوہ غیر آباد

علاقوں میں باقی رکھا جائے۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32986، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عوف بن ابی جمیلہ اعرابی رحمہ اللہ (۱۴۷ھ) بیان کرتے ہیں:

شَهِدْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ مَعْمَرٍ أُتِيَ بِمَجُوسِيٍّ بَنٰى بَيْتَ نَارٍ بِالْبَصْرَةِ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ .

’’میں عبداللہ بن عبید بن معمر کے پاس حاضر ہوا، ان کے پاس ایک مجوسی کو لایا گیا، جس نے بصرہ میں آتش کدہ بنایا تھا، تو انہوں نے مجوسی کی گردن قلم کردی۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32989، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ سبکی رحمہ اللہ اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں:

’’اس کی وجہ یہ ہے کہ بصرہ ایک بنجر زمین تھی، اسے مسلمانوں نے آباد کیا، تعمیر کیا اور اس میں سکونت پذیر ہوئے، لہٰذا اس میں کنیسا بنانا جائز نہیں تھا، نہ آتش کدہ بنانا جائز تھا۔ اس مجوسی نے آتش کدہ بنایا، تو یہ نقض عہد تھا، اسی لئے اس کی گردن قلم کردی گئی۔‘‘

(فتاوى السّبكي : 397/2)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِلْيُهُودِ وَالنَّصَارٰى أَنْ يُّحْدِثُوا فِي مِصْرٍ مَصَّرَهُ الْمُسْلِمُونَ بِيعَةً وَلَا كَنِيسَةً وَّلَا يَضْرِبُوا فِيهِ بِنَاقُوسٍ إِلَّا فِيمَا كَانَ لَهُمْ صُلْحٌ، وَلَيْسَ أَنْ يُظْهِرُوا الْخَمْرَ فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ .

’’یہود و نصاریٰ کے لئے مسلمانوں کے کسی شہر میں کوئی کلیسا یا کنیسا بنانا جائز

نہیں، وہ اس میں ناقوس نہیں بجائیں گے، الا یہ کہ جہاں صلح ہوگئی ہو اور مسلمانوں کے شہروں میں سرِ عام شراب (پینا اور بیچنا) جائز نہیں۔''

(أحكام أهل المِلَل والرّدة للخلّال :346/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان حکمران کسی عیسائی کو صلح کے لیے خط لکھنا چاہیے، تو اس میں یوں لکھے:

''تم مسلمانوں کے شہروں میں صلیب آویزاں نہیں کرو گے، اعلانیہ شرک نہیں کرو گے، کنیسا تعمیر نہیں کرو گے، نہ ایسی جگہ جہاں تم جمع ہو کر نماز ادا کر سکو، ناقوس نہیں بجاؤ گے، نہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے متعلق کسی مسلمان کے سامنے شرکیہ قول کہو گے، نہ کسی اور کے متعلق۔''

(كتاب الأمّ : 209/4)

❁ مزید لکھتے ہیں: مسلم حکمران کو چاہیے کہ عیسائی ذمی کو یہ ہدایات جاری کرے:
''کسی شہر میں کنیسا یا اپنی گمراہیوں کی اجتماع گاہ نہ بنائیں، نہ ناقوس بجائیں، نہ شراب لائیں اور نہ اس میں خنزیر داخل کریں۔''

(كتاب الأمّ : 218/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:
''اگر عیسائی ثلث مال کی وصیت کرے، یا کچھ مال کی وصیت کرے کہ اس سے نصرانیوں کی عبادت کے لئے کنیسا بنایا جائے گا، یا پھر اس سے کنیسا کا خادم خریدا جائے گا، یا اس سے کنیسا آباد کیا جائے گا، یا ایسی زمین خریدی جائے گی، جو کنیسا پر صدقہ ہوگی اور اس میں آباد کاری کی جائے گی یا اس معنی میں کچھ بھی ہو، تو وصیت باطل ہو جائے گی۔''

(كتاب الأمّ: 225/4)

❁ ابن ماجشون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بلادِ اسلام میں کنیسا نہیں بنایا جائے گا، ہاں اگر وہ ذمی ہوں، اسلامی شہر سے الگ رہتے ہوں، ان کے درمیان مسلمان نہ ہوں، تو اس میں ان کی مرضی ہے، وہ شراب لائیں یا خنزیر خریدیں۔ البتہ جب مسلمانوں کے درمیان رہیں تو ضروری ہے کہ پرانے کنیسے اگر ٹوٹ گئے ہوں، تو ان کی مرمت نہیں کی جائیگی، الا یہ کہ وہ معاہدے کی شرط ہو، تو پھر اس کو پورا کیا جائے گا، ان کو اس سے زائد بنانے سے منع کیا جائے گا، چاہے وہ زیادت ظاہری ہو یا باطنی۔''

(النّوادر والزّيادات على ما في المدوّنة للقيرواني المالكي: 376/3، الجامع لمسائل المدوّنة للصقلي: 441/15)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''جو گرجے فتح کے بعد بنائے گئے ہوں، ان کو ختم کرنا واجب ہے۔ یہود ونصاریٰ کو نیا کلیسا یا کنیسا بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔...... یہ شہروں کے متعلق ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور جمہور کا مذہب ہے کہ بستیوں میں بھی یہی حکم ہوگا، اللہ کی توفیق سے ہمیشہ سے حکمران اس حکم کو نافذ کرتے رہے ہیں اور اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔''

(مسألة في الكنائس، ص 145-146)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے فتویٰ لیا گیا کہ کیا گرجا گھروں کو بند (سیل) کرنا مسلمانوں کی طرف سے ظلم ہوگا؟ تو شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

''باقی رہا ان کا یہ دعوی کہ مسلمانوں نے گرجا گھروں کو سیل کر کے ظلم کیا ہے۔ تو

یہ جھوٹ ہے اور اہل علم کی مخالفت ہے، کیونکہ مذاہب اربعہ کے مسلمان جیسے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ وغیرہم نیز امام سفیان ثوری، اوزاعی، لیث بن سعد رحمہم اللہ سب اس پر متفق ہیں کہ اگر امام دشواری کے ساتھ فتح کیے ہوئے علاقے کے سب کنیسے گرا دے، جیسے مصر اور عراق، اسی طرح شام وغیرہ۔ وہ اس میں مجتہد ہو، اپنی رائے کا پابند ہو کر ایسا کر دے، تو وہ ظالم نہیں ہوگا، بلکہ اس سلسلے میں اس کی اطاعت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کریں، تو ان کا معاہدہ ختم ہو جائے گا، اس سے ان کے خون اور مال حلال ہو جائیں گے۔''

(مسألة في الكنائس، ص 101-102)

سوال: کسی ذمی کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ذمی (ایسا غیر مسلم، جو مسلم ریاست میں جزیہ دے کر رہائش پذیر ہو) جب تک جزیہ ادا کرتا رہتا ہے، اس وقت تک اس کے مال، جان اور آبرو کی حفاظت مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے، اگر کوئی مسلمان عام غیر مسلم کو قتل کر دے، تو قصاص میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے گا، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے، البتہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم ذمی کو قتل کر دے، تو جمہور کے نزدیک اسے بھی قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا .

''جس نے کسی معاہد (ذمی) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، جبکہ

اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔''

(صحیح البخاري : 3166)

❀ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَّجِدَ رِيحَهَا .

''جس نے کسی معاہد (ذمی) کو بلا وجہ قتل کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دے گا۔''

(سنن أبي داوٗد : 2760، سنن التّرمذي : 4751، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۰۷۰) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۱۴۲/۲) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی کافر اور مرتد ہے۔ اس نے ختم نبوت سمیت کئی ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ اس کے کفر اور ارتداد پر پوری امت کا اجماع و اتفاق ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''مومن ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے کا عقیدہ رکھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا، تا کہ اس کے اوامر و نواہی، وعد و وعید اور حلال و حرام ان تک پہنچا دیں۔ چنانچہ حلال وہی ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال قرار دیا اور حرام وہی ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا اور دین وہی ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع کیا ہو۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کسی ولی کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

اطاعت کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے، وہ کافر ہے اور شیطان کا دوست ہے۔''

(الفُرقان بین أولیاء الرّحمان وأولیاء الشّیطان، ص :21)

۞ مزید لکھتے ہیں:

''ظاہر ہے کہ مدعی نبوت یا تو مخلوق میں سب سے افضل اور اکمل ہو یا سب سے ناقص اور رذیل ہو۔ اسی لئے قبیلہ ثقیف کے ایک بزرگ کو جب نبی کریم ﷺ کی دعوت پہنچی، تو اس نے کہا تھا: ''میں آپ کے متعلق ایک بھی جملہ نہیں بولوں گا، اگر آپ سچے ہیں، تو آپ اس سے بلند ہیں کہ میں آپ کی دعوت رد کروں اور اگر آپ جھوٹے ہیں، تو آپ اس سے حقیر ہیں کہ میں آپ کا رد کروں۔'' تو مخلوق کا اکمل و افضل شخص مخلوق کے ناقص ترین اور رذیل ترین شخص جیسا کیسے ہوسکتا ہے؟ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی یہ بات کیا خوب ہے: ''اگر نبی کریم ﷺ میں واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں، تب بھی آپ ﷺ کی شخصیت نبوت کی خبر دینے کے لیے کافی تھی۔'' کذابین میں سے جس نے بھی نبوت کا دعوی کیا، اس پر جہالت، کذب، فجور اور شیطانی بہکاوے غالب آ گئے، اسی طرح جب کسی سچے آدمی نے نبوت کا دعوی کیا، اس پر علم، صدق، نیکی اور دوسری اچھائیاں غالب ہوگئیں، یہ باتیں ادنی تمیز دار آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔''(شرح العقیدة الأصفهانیة، ص 138)

سوال: جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس کا استقبال کیا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کسی کافر اور مرتد کا استقبال کرنا درست نہیں، مگر اس سے استقبال کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔

(سوال): مرزا قادیانی کو فصیح اللسان اور بلیغ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر وہ مرزا قادیانی کو کافر و مرتد سمجھ کر ایسا کہتا ہے، تو درست نہیں، البتہ اگر اسے کافر بھی نہیں سمجھتا اور تعریف کرتا ہے، تو یہ موجبِ کفر ہے۔

(سوال): جس نے یہ کہا کہ (نعوذ باللہ!) رسول اللہ ﷺ کی روح میرے اندر حلول کر گئی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص کافر و مرتد ہے، ریاست کا فریضہ ہے کہ ایسے بد بخت کو قتل کرے۔

(سوال): جو شخص کہے کہ میں اللہ اور رسول کو نہیں مانتا، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔

(سوال): کیا ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا طلاق دینا ضروری ہے؟

(جواب): ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں۔

(سوال): ایک شخص نے حالت جنون میں کفریہ کلمہ ادا کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): حالت جنون میں کوئی عمل معتبر نہیں، لہٰذا اگر مجنون کلمہ کفر ادا کر دے، تو وہ کافر یا مرتد نہ ہوگا، کیونکہ مجنون آفاقہ ہونے تک مرفوع القلم ہوتا ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے؛ ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔''

(مسند علي بن الجعد :741، وسندہٗ صحیحٌ)

(سوال): جو شخص اسلام کا عقیدہ رکھے، مگر اعمال کفریہ کرے، تو اس پر ارتداد کا حکم لگے گا یا نہیں؟

(جواب): جو شخص کفریہ عمل کرے، مگر خود کو مسلمان بتائے، عقائد میں بالکل صحیح ہو، ضروریات دین میں کوئی تاویل نہ کرے، تو اس پر مرتد ہونے کا حکم نہیں لگے گا، واللہ اعلم!

(سوال): نبی کریم ﷺ کے متعلق توہین آمیز کلمات کہنا ارتداد ہے یا نہیں؟

(جواب): نبی کریم ﷺ کی توہین کرنا ارتداد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جو ریاست اسلامیہ کا مذہبی وقانونی فریضہ ہے، اگر عدالت اپنا فرض ادا نہیں کرتی، تو وہ عنداللہ مجرم ہو گی، مگر کسی عام مسلمان کو قانون ہاتھ میں لینے کی قطعاً اجازت نہیں۔

(سوال): جو شخص کہے کہ ''میں قرآن وحدیث کو نہیں مانتا''، کیا اس کا یہ جملہ کفریہ ہے اور اس سے ارتداد لازم آئے گا؟

(جواب): بلاشبہ یہ جملہ کفریہ ہے، مگر اس پر یہ جملہ پیش کیا جائے گا، اگر تائب ہو جائے یا اپنے جملہ کی وضاحت کر دے، تو ارتداد کا فتویٰ نہیں لگے گا اور اگر اپنی بات پر قائم ہو، تو وہ یقیناً مرتد ہو جائے گا، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست کی ذمہ داری ہے۔

(سوال): ایک مسلمان نے سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو ''ابن اللہ'' کہا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا جزو کہنا کفر ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ

يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ﴾

(التّوبة : ۳۰)

''نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، جبکہ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، جو ان سے پہلے کفار کے عقائد کے مشابہ ہے، اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کدھر بھٹکتے پھر رہے ہیں۔''

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ (الإخلاص : ۳)

''اللہ تعالیٰ نے کسی کو جنا، نہ اسے جنا گیا۔''

❁ مشہور سنی امام، محدث و مفسر، ابن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ اللہ کی طرف سے خبر ہے، جس میں نصرانیوں کے فرقہ یعقوبیہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا جا رہا ہے، جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ''اللہ'' ہیں، اسی طرح ایک دوسرے فرقے کا جواب ہے، جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، بات اس طرح نہیں ہے، جس طرح یہ کافر لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں، بلکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں، ان کی ولادت اسی طرح ہوئی ہے، جس طرح مائیں بیٹوں کو جنم دیتی ہیں، پیدا ہونا بشر کی صفت ہے، خالق کی صفت نہیں ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک رسول ہیں، بالکل اس طرح جس طرح دیگر رسول گزرے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں بھی اپنے نبوت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے اسی طرح معجزات وقوع پذیر ہوئے، جس طرح دیگر انبیا کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوئے، تا کہ یہ

معلوم ہو جائے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔‘‘

(تفسير الطّبري : 582/8، هجر)

(سوال): جو خود کو مسیح موعود (یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) کہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قرب قیامت نزول فرمائیں گے، جو خود کو عیسیٰ علیہ السلام قرار دے، وہ کافر اور مرتد ہے، جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا ہے۔

(سوال): ایک شخص نے کہا ’’اگر میں نے گناہ کیا ہے، تو میں اکیلا ہی جواب دہ ہوں گا۔‘‘ کیا یہ کلمہ کفر ہے؟

(جواب): یہ جملہ کفریہ تو نہیں ہے، مگر جائز بھی نہیں ہے۔

(سوال): ایک شخص نے اپنے مرشد کے متعلق کہا کہ ’’میرے خدا و رسول تو میرے مرشد ہی ہیں۔‘‘ کیا وہ شخص مرتد ہو گیا یا نہیں؟

(جواب): بلاشبہ یہ جملہ کفریہ ہے، البتہ یہ جملہ اس پر پیش کیا جائے گا، اگر وہ تائب ہو جائے، تو ارتداد لازم نہ آئے گا اور اگر وہ بغیر تاویل اس جملہ پر قائم رہے، تو اس پر ارتداد کا حکم لگے گا اور وہ واجب القتل ہے، جس کا نفاذ عدالت اسلامیہ کا فریضہ ہے۔

(سوال): ایک شخص نے قرآن کریم کو واضح گالی دی اور توبہ کرنے سے صاف انکار کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسے گالی دینا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے، یہ بدترین کفر ہے، جو شخص توبہ بھی نہ کرے، تو وہ مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست کا کام ہے۔

قرآن تو قرآن، اگر کوئی شخص کسی بھی آسمانی کتاب کی توہین کرے، تو وہ کافر ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ جَحَدَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَكُتُبَ اللّٰهِ الْمُنَزَّلَةَ أَوْ كَفَرَ بِهَا، أَوْ لَعَنَهَا، أَوْ سَبَّهَا، أَوِ اسْتَخَفَّ بِهَا فَهُوَ كَافِرٌ.

''جو شخص تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتب (کے نازل ہونے) کو جھٹلائے یا ان کے ساتھ کفر کرے یا ان پر لعنت کرے یا انہیں برا بھلا کہے یا ان کا استخفاف کرے، تو وہ کافر ہے۔''

(الشّفا بتعريف حقوق المصطفٰى : 647/2)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْمُصْحَفِ أَوِ التَّوْرَاةِ أَوِ الْإِنْجِيلِ أَوِ الزُّبُورِ كَفَرَ.

''جس نے مصحف قرآنی یا تورات یا انجیل یا زبور کا استخفاف کیا، وہ کافر ہے۔''

(الإعلام بقواطع الإسلام، ص 203)

سوال: مرتد سے تعلقات اور میل جول رکھنا کیسا ہے؟

جواب: مرتد کی سزا قتل ہے، اسے اللہ کی زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں، چونکہ مرتد کو قتل کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے، تو اگر ریاست اپنا فرض ادا نہ کرے، تو کسی عام مسلمان کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں، البتہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرتد سے قطع تعلقی کریں اور اس سے سوشل بائیکاٹ کر دیں، لین دین کے تمام تر معاملات ختم کر دیں۔ اگر کوئی مرتد سے میل جول رکھے گا، تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب قرار پائے گا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

سوال: اگر کسی نے غصہ کی حالت میں کلمہ کفر بول دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسے توبہ کرنی چاہیے، ورنہ وہ مرتد ہو جائے گا۔

سوال: قرآن کی تحقیر کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کی تحقیر کرنا کفر ہے، ایسا شخص توبہ نہ کرے، تو مرتد ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ أَوْ بِشَيْءٍ مِّنْهُ أَوْ بِالْمُصْحَفِ أَوْ أَلْقَاهُ فِي قَاذُورَةٍ ...... كَفَرَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے قرآن کا استخفاف کیا یا قرآن کے کسی جزو کی تحقیر کی یا مصحفِ قرآنی کی اہانت کی یا اسے گندگی میں پھینکا......تو وہ کافر ہے۔''

(المَجموع شرح المهذّب : 170/2)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ (٧٥٦ھ) فرماتے ہیں:

يُحْكَمُ عَلٰى مَنْ ......أَلْقَى الْمُصْحَفَ فِي الْقَاذُورَاتِ بِالْكُفْرِ، وَإِنْ لَمْ يَجْحَدْ بِقَلْبِهِ لِقِيَامِ الْإِجْمَاعِ عَلٰى تَكْفِيرِ فَاعِلِ ذٰلِكَ.

''جو مصحف قرآنی کو گندگی میں پھینکے، اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا، اگرچہ وہ دل سے قرآن کا انکار نہ بھی کرتا ہو، کیونکہ ایسا کرنے والے کی تکفیر پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''(فتاوی السّبكي : 585/2)